حرفِ بے آمیز/ ذوالکفل بخاری
syed.zulkifl@gmail.com

وقت بدلے گا تو......

ننھے سے بچے نے مچل کر ماں سے پوچھا: بتاؤ نا، ہم یتیم کب ہوں گے؟ ہمیں پڑوس والوں کی طرح صدقے، زکوتیں، خیراتیں کب ملنے لگیں گی؟ کپڑے کب ملیں گے؟ بتاؤ نا؟......

راوی کہتا ہے کہ فاقہ زدہ ماں کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ ''مجھے اس سوال کا جواب چاہیے۔'' چودھری نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے، رک رک کر اور لفظوں کو چبا چبا کر چھے لفظی جملہ میرے منہ پر دے مارا۔ کسی زناٹے دار تھپڑ کی طرح۔ میں نے گال سہلاتے اور سر کھجاتے ہوئے کہا:

''چودھری! یتیم ہونے کی ایک عمر ہوتی ہے۔ ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ ایک سسٹم ہوتا ہے۔''

''یہ کیا بکواس ہے۔'' چودھری دھاڑا۔

''سنو سنو! صرف ایک منٹ کے لیے چپ ہو جاؤ۔ اتنے جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ میری جان! حکیم الامت نے فرمایا تھا: ''نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند'' (ہر سر منڈانے والا درویشی اور تصوف کا حامل نہیں ہوسکتا)۔ ہر یتیم بلاول، بختاور اور آصفہ کا مقدر نہیں رکھتا۔ یہ یتیمی ''میرٹ'' پر ملتی ہے۔ ایک سسٹم ہے۔ ایک طریقہ کار ہے......

''پھر وہی بکواس؟''

چودھری! زندگی اس طرح سے نہیں گزرے گی۔ مایوسی، جھلاہٹ، بیزاری، چڑچڑاپن، ڈیپریشن...... وہ بھی غلط، یہ بھی غلط...... وہ بھی بکواس، یہ بھی بکواس...... یہ بھی کیا رویہ ہے؟

دیکھ زنداں سے پرے رنگِ چمن رنگِ بہار
رقص کرنا ہے تو پاؤں کی زنجیر نہ دیکھ

''رنگِ چمن، رنگِ بہار؟''

ہاں ہاں۔ شوکت ترین کے بیانات پڑھو۔ مولانا فضل الرحمٰن کے، اسفندیار ولی کے، شیری رحمٰن کے، رحمٰن ملک کے، احمد مختار کے، نواز شریف کے، شہباز شریف کے بیانات پڑھو۔

مثلاً کون سا بیان؟

مثلاً یہ کہ شوکت ترین کہتے ہیں ہم نے گیس اور بجلی مہنگی کرنے کا ہرگز کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ ہم تو صرف سبسڈی ختم

کریں گے۔

مثلاً مولانا فضل الرحمٰن کہتے ہیں کہ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کے لیے عملی کوششیں کریں اور مہنگائی کے خلاف عملی اقدامات کریں۔

مثلاً شہباز شریف کہتے ہیں کہ پنجاب کے سکولوں میں جماعت اوّل سے جماعت دہم تک کی اسلامیات کے نصاب میں جہاد کے مضامین دوبارہ شامل کر دیئے جائیں گے۔

مگر اس سے کیا ہوگا؟

اس سے پاک امریکہ تعلقات کی شان دار تاریخ کا ایک نیا اور خوشگوار باب رقم ہوگا۔

وہ کیسے؟

اس کے لیے تمہیں ایک قصہ سننا پڑے گا۔ جن دنوں مشرف حکومت نے پاکستان میں اور خلیجی حکمرانوں نے اپنے اپنے ملکوں کے نصاباتِ تعلیم میں سے ''جہادی مضامین'' حذف کیے تھے، ایک امریکی صحافی نے، جس کی assignment یہ تھی کہ وہ تہذیبوں کے تصادم، نائن الیون کے حادثے اور عراق، پاکستان اور افغانستان میں نہ ختم ہوتی ہوئی امریکہ مخالف مزاحمت کے حوالے سے بعض متعین سوالات منتخب مسلم دانش وروں سے پوچھے، حرم کعبہ کے ایک مدرس سے ٹیلی فون پر پوچھا...... ''جناب! قرآن میں جابجا مسلمانوں کو کافروں سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خصوصاً سورۃ توبہ اور سورۃ انفال میں۔ کیا آپ نہیں سمجھتے کہ ان سورتوں کو پڑھنے کے بعد مسلمان نوجوان جو ''جہاد'' کرتے ہیں، وہ آج کی دنیا میں متشدد اور دہشت گرد کہلاتا ہے۔ جب تک یہ سورتیں آپ اپنے بچوں کو پڑھاتے رہیں گے، دنیا میں امن کیسے قائم ہوگا؟ اور کیا ان سورتوں کی یہ تفسیر نہیں پڑھائی جاسکتی کہ ان سورتوں میں خطاب پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں سے ہے ان میں جہاد کے احکام پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے ساتھیوں کے لیے تھے، نہ کہ ہر زمانے کے لیے، خصوصاً آج کے زمانے کے لیے؟'' سوال ختم ہوا تو فضیلۃ الشیخ نے صحافی سے کہا ''اس سے پہلے کہ میں آپ کے سوال کا جواب دوں، دو چار چھوٹے چھوٹے سوالات مجھے بھی آپ سے پوچھنا ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت اور نزولِ قرآن سے بہت پہلے بُختِ نصر نے ۷۰ ہزار یہودی ایک حملے میں قتل کیے۔ کئی لاکھ قید کیے۔ پھر ہٹلر نے کئی لاکھ یہودی قتل کیے۔ اس سے پہلے چنگیز اور ہلاکو نے کئی لاکھ انسانوں کا قتلِ عام کیا۔ پہلی اور دوسری عالمی جنگوں میں کئی لاکھ انسان قتل ہوئے۔ خود آپ کے ملک امریکہ نے جاپان پر ایٹم بم پھینکا۔ یا جو کچھ آپ نے ویت نام میں اور روس نے افغانستان میں کیا؟ کیا یہ سب کچھ کرنے والوں نے سورۃ توبہ اور سورۃ انفال پڑھ کر کیا؟'' صحافی اس جوابی سوال پر لاجواب ہوگیا۔ اس نے فضیلۃ الشیخ سے کہا کہ مجھے ایک اور سوال کا جواب بھی دیجیے گا۔ وہ یہ کہ مسلمان علماء پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک حدیث سناتے ہیں کہ قیامت سے پہلے، ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا،

جب مسلمانوں کو فیصلہ کن فتح اور یہودیوں کو شکست ہوگی۔اس وقت یہودی جان بچانے کے لیے چھپتے پھریں گے اور انہیں کہیں امان نہیں ملے گی۔حتیٰ کہ کوئی یہودی کسی پتھر کے پیچھے چھپے گا تو وہ پتھر بھی مسلمان کو پکار کر کہے گا ''ادھر آؤ، یہ دیکھو میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے، اسے قتل کرو۔'' سوال یہ ہے کہ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آپ مسلمان لوگ، یہودیوں کو بطور انسان زندہ رہنے کا حق بھی نہیں دینا چاہتے۔آج کی مہذب دنیا میں اس طرح کی حدیثیں سنا کر، آخر آپ باقی دنیا کو کیا میسیج Convey کرنا چاہتے ہیں؟ فضیلۃ الشیخ نے سوال بغور سنا اور صحافی سے کہا ''آپ نے ایک بار پھر ادھوری اور ناقص بات کہی۔یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔لیکن یہ جس زمانے کی بات بتائی جا رہی ہے، پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''تب اہل ایمان کی قیادت سیدنا عیسیٰ علیہ اسلام کریں گے۔'' تو یہ گلہ اور شکوہ، آپ کا ہم سے یا پیغمبر اسلام سے نہیں، اپنے نبی ...... مسیح مقدس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ...... سے بنتا ہے۔'' فضیلۃ الشیخ نے پوچھا...... اور کوئی سوال؟ صحافی نے بعجلت ''شکریہ'' کہہ کر لائن کاٹ دی۔

لیکن یہاں یہ قصہ بیان کر کے تم نتیجہ کیا نکالنا چاہتے ہو؟

پیارے چودھری! نتیجہ اس کہانی سے یہ نکلتا ہے کہ ضروری نہیں ہر کہانی سے کوئی نتیجہ بھی نکلے۔

چودھری نے زچ ہو کر اپنی نشست کو برخاست میں بدلتے ہوئے قہر آلود نگاہوں سے مجھے دیکھا اور کہا:

جب تک تم جیسے نام نہاد پڑھے لکھے اس طرح کی ان مل، بے جوڑ، بے ربط اور بے تکی باتوں کو ''فلسفیاتے'' رہیں گے، ہمارے ساتھ آج جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ہوتا ہی رہے گا۔لوگ فاقوں سے، بم دھاکوں سے، بم باری سے مرتے رہیں گے۔ڈرو اُس وقت سے جب کوئی آنسو بہانے والا رہے گا، نہ کوئی آنسو پونچھنے والا۔

چودھری! جاتے جاتے میری بھی ایک بات سن لو۔ابھی تو ہمارے آنسوؤں کو اِذنِ رہائی ہی نہیں ملا۔مارنے والوں نے رونے کی ممانعت کر دی ہے، لیکن ہمارے آنسو ایک دن بہیں گے ضرور۔پھر ان کے گرد کنکریٹ کی کئی کئی کلومیٹر لمبی دیواریں اٹھائی جائیں گی، ویسی ہی دیواریں جیسی آج کل اسلام آباد کے ریڈ زون میں اٹھائی جا رہی ہیں۔

اور پھر ایک دن......

ایک دن کیا؟

اور پھر ایک دن......

آنکھ سے آنسو نکل آئیں گے اور ٹہنی سے پھول
وقت بدلے گا تو سب قیدی رہا ہو جائیں گے

''سسٹم'' اور ''طریقہ کار'' کے سب قیدی۔چیف جسٹس افتخار چودھری بھی۔ڈاکٹر عبدالقدیر خان بھی۔ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی۔میں بھی، تم بھی!